بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مذاہبِ خمسہ

(اہل حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی)

اور

دینِ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی اللہ تعالیٰ	غیر اللہ نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	اُمتی نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی اسلام	فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی مُسلم	فرقہ وارانہ نام نہیں
ہماری محبت کی بنیاد	صرف ایک	یعنی اللہ تعالیٰ	دُنیوی تعلقات نہیں
ہمارے فخر کا سبب	صرف ایک	یعنی ایمان	وطن و زبان نہیں

اگر آپ اس دعوت سے متفق ہیں
تو جماعت سے تعاون فرمائیں

جماعت المسلمین
۵۹۱ عزیز آباد کراچی ۳۸

جماعتُ المسلمین (رجسٹرڈ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلسلۂ اشاعت ۱۰۶/ب

سنہ ۱۴۰۶ھ

مذاہب خمسہ

(اہلِ حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی)

اور

دینِ اسلام

کتابیات

(۱) صحیح بخاری مطبوعہ مطبع مصطفے البابی الحلبی بمصر سنہ ۱۳۷۷ھ۔
(۲) صحیح مسلم مطبوعہ مطبع عیسی البابی الحلبی وشرکائہ بمصر۔
(۳) صحیح ابن خزیمۃ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت سنہ ۱۳۹۵ھ۔
(۴) ابوداؤد مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی۔
(۵) نسائی مطبوعہ مطبع رحیمیہ دہلی۔
(۶) فتح ربانی (مسند احمد) مع شرح بلوغ الامانی مؤلفہ احمد عبد الرحمٰن البنا الساعاتی مطبوعہ مطبعۃ الاخوان المسلمین الطبعۃ الاولیٰ۔
(۷) التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت سنہ ۱۳۹۹ھ۔
(۸) فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع مصطفے البابی الحلبی واولادہ بمصر سنہ ۱۳۷۸ھ
(۹) عون المعبود شرح ابی داؤد مؤلفہ شمس الحق عظیم آبادی مطبوعہ نشر السنۃ۔ ملتان بمطبع المطبعۃ العربیہ۔ لاہور۔ یہ اہلحدیث مذہب کی کتاب ہے۔

(۱۰) نیل الاوطار مؤلفہ امام شوکانی مطبوعہ مصطفےٰ البابی الحلبی بمصر ۱۳۴۷ھ

(۱۱) مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مؤلفہ عبیداللہ مبارکپوری مطبوعہ المطبعۃ العربیہ لاہور۔

(۱۲) ہدایہ مطبوعہ مطبع سعیدی قرآن محل کراچی۔ ہدایہ حنفی مذہب کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے۔ یہ درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کے متعلق یہاں تک کہا گیا ہے :۔

ان الہدایۃ کالقرآن قد نسخت
ما صنفوا قبلہا فی الشرع من کتب

ترجمہ: بے شک ہدایہ مانند قرآن کے ہے۔ اس نے اپنے سے پہلے کی تمام کتابوں کو جو شرع (کے سلسلہ) میں تصنیف کی گئیں منسوخ کر دیا۔

(مقدمہ ہدایہ لمحمد عبدالحی اللکنوی جلد ۳ صہ ۴)

(۱۳) شرح وقایہ مع عمدۃ الرعایہ مطبوعہ مطبع انوار محمدی۔ شرح وقایہ بھی حنفی مذہب کی معتبر کتاب ہے۔

(۱۴) البلاغ المبین فی اتباع خاتم النبیین مؤلفہ شیخ محی الدین مطبوعہ شیخ عبدالرحمٰن وحبیب الرحمٰن امرتسر بمطبع نذیر پرنٹنگ پریس امرتسر۔ یہ اہلحدیث مذہب کی کتاب ہے۔

(۱۵) صلوٰۃ الرسول مؤلفہ حکیم محمد صادق سیالکوٹی شائع کردہ سکول بک ڈپو گوجرانوالہ مطبوعہ اشرف پریس لاہور۔
یہ اہلحدیث مذہب کی کتاب ہے۔

(۱۶) دستور المتقی فی احکام النبی شائع کردہ جمعیت اہلحدیث کراچی رجسٹرڈ مطبوعہ ۱۹۶۷ء (بار سویم)

(۱۷) منہاج الطالبین مؤلفہ یحییٰ بن شرف النووی مطبوعہ دار المعرفۃ ۔ بیروت : یہ شافعی مذہب کی معتبر کتاب ہے۔

(١٨) منهج الطلاب للشیخ زکریا الانصاری ۔ مطبوعہ دار المعرفۃ ۔ بیروت ۔
یہ شافعی مذہب کی کتاب ہے ۔

(١٩) مختصر العلامہ خلیل مؤلفہ خلیل بن اسحٰق المالکی مطبوعہ دار الفکر بیروت سنہ ١٣٩٨ھ ۔
یہ مالکی مذہب کی کتاب ہے ۔

(٢٠) المقنع مؤلفہ عبداللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۔ بیروت سنہ ١٣٩٩ھ ۔
یہ حنبلی مذہب کی کتاب ہے ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

چند اصطلاحات کی تشریح

فرض | فرض وہ کام ہے جس کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہو ۔ اس کام کا کرنا لازمی ہوتا ہے اور اس کا ترک گناہ ہوتا ہے ۔

نوٹ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ (النساء ۔ ٨٠) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت کی ۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حکم میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں کوئی فرق نہیں ۔ دونوں یکساں طور پر فرض ہیں ۔

سنّت | سنّت وہ کام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو اور کبھی نہ چھوڑا ہو ۔ اس کام کا کرنا بھی فرض یعنی لازمی ہوتا ہے اگرچہ عام اصطلاح میں اس کو فرض کہا نہیں جاتا ۔ حکم کی بنا پر جو کام لازمی ہوتا ہے اسے عام اصطلاح

میں فرض کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی بنا پر جو کام لازمی ہوتا ہے اُسے عام اصطلاح میں سنّت کہتے ہیں۔ ناموں کی اس تفریق سے لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سنّت لازمی نہیں ہوتی بلکہ اختیاری یعنی نفل ہوتی ہے اور یہ بالکل غلط نتیجہ ہے۔ اس نتیجہ نے سنّت کی اہمیت کو ختم کر دیا اور لوگ گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔

سنّت پر عمل کرنا فرض یعنی لازمی ہوتا ہے۔ اس کو ہم نے اسی کتابچہ کے صفحہ ۱۸ تا ۲۰ پر ثابت کیا ہے۔

سنّت کا ترک گناہ ہوتا ہے۔ اس کو ہم نے اپنے کتابچہ "ترک سنّت گناہ ہے" میں ثابت کیا ہے۔

نفل | نفل وہ کام ہے جو نہ فرض ہو نہ سنّت۔ اس کام کا کرنا لازمی نہیں ہوتا بلکہ اختیاری ہوتا ہے۔ نفل پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے، نفل کو ترک کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔

اگر کسی نفل کام کی قرآن مجید یا حدیث شریف میں کوئی خاص فضیلت وارد ہو یا کسی نفل کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی کیا ہو یا کبھی کرکے بعد میں کسی مصلحت سے چھوڑ دیا ہو تو اس کام کو عموماً "مستحب" کہتے ہیں۔

نوٹ :- نفل کام صرف اسی حالت میں کارِ ثواب ہے جبکہ اس کا ثبوت قرآن مجید یا حدیثِ نبوی میں ملتا ہو۔ اگر کسی نفل کام کا ثبوت نہ قرآن مجید میں ہو نہ حدیث نبوی میں تو وہ کام بدعت ہوگا اور اس کا کرنا گمراہی ہوگا۔ اس سلسلہ میں تفصیل کے لئے ہمارا کتابچہ "بدعت" ملاحظہ فرمائیں۔

واجب | واجب اور فرض میں کوئی فرق نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

اِذَا جَلَسَ بَیْنَ شُعُبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ	جب مرد عورت کی چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے پھر اس کے ساتھ کوشش کرے

تو غسل واجب ہو گیا۔ (صحیح بخاری کتاب الغسل باب اذا التقی الختانان جزء اوّل ص۸)

اس حدیث میں لفظ "واجب" استعمال ہوا ہے اور یہ یقیناً "فرض" کے قائم مقام ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

نوٹ :۔ احناف نے فرض اور واجب میں فرق کیا ہے۔ یہ ان کی اپنی ایجاد کردہ اصطلاح ہے جس کا قرآن مجید یا حدیث نبوی سے کوئی ثبوت نہیں۔

قرینۂ صارفہ | "قرینہ" اُس بات کو کہتے ہیں جو کسی کلام کی اصل منشاء کی طرف رہنمائی کرے۔

"صارفہ" پھیرنے والی کو کہتے ہیں۔

"قرینۂ صارفہ کے معنٰی ہیں : "پھیرنے والی بات"

قرینۂ صارفہ سے اصطلاحاً وہ بات مراد ہوتی ہے جو کسی حکم کی فرضیت کو استحباب کی طرف پھیر دے یعنی "قرینۂ صارفہ" وہ بات ہے جس سے حکم دینے والے کی منشاء ظاہر ہو جائے کہ وہ اس حکم کو فرض قرار نہیں دے رہا ہے بلکہ صرف اس کی فضیلت بیان کر رہا ہے یا اس کی اجازت دے رہا ہے۔ مثلاً

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا (المائدۃ ۔ ۹۶)

اور (اے ایمان والو) تم پر خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے جب تک تم احرام کی حالت میں رہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ (المائدۃ ۔۱)

(اے ایمان والو) جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کو حلال نہ سمجھنا۔

اسی آیت میں آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا (المائدۃ ۔۱)

اور (اے ایمان والو) جب تم احرام اتار دو تو شکار کیا کرو۔

اس آیت میں حکم ہے کہ احرام اتارنے کے بعد شکار کرو۔ اس حکم سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احرام اتارنے کے بعد شکار کرنا فرض ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ حالتِ احرام میں شکار کی جو بندش تھی اس حکم سے اس بندش کو ختم کیا جا رہا ہے یعنی یہ حکم اس بات کی اجازت ہے کہ اب شکار کر سکتے ہو۔ پہلے جو بندش تھی وہی اس حکم کو فرضیت سے اجازت کی طرف پھیر رہی ہے یعنی حالتِ احرام میں شکار کی بندش "قرینۂ صارفہ" ہے جو احرام اتارنے کے بعد شکار کرنے کے حکم کی فرضیت کو اجازت کی طرف پھیر رہا ہے یعنی احرام اتارنے کے بعد شکار کرنے کے حکم سے شکار کرنے کی اجازت مراد ہے نہ کہ شکار کی فرضیت۔

(٢) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

صَلُّوْا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ قبل المغرب جزء ٢ ص٤٣)

نمازِ مغرب سے پہلے نماز پڑھو (تین مرتبہ آپ نے اس کلمہ کو دہرایا پھر) اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ بنا لیں تیسری مرتبہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا: جو (پڑھنا) چاہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے نماز پڑھنے کا تین مرتبہ حکم دیا۔ کیونکہ حکم کی تعمیل فرض ہوتی ہے لہٰذا آپ نے اپنے حکم کی فرضیت کو استحباب کی طرف پھیرنے کے لئے فرمایا : "جو چاہے"۔ یہ الفاظ "جو چاہے" اس بات پر قرینہ ہیں کہ حکم سے مراد آپ کی استحباب بتانا تھا نہ کہ فرض کرنا گویا یہ الفاظ "جو چاہے" "قرینۂ صارفہ" ہیں جو اس نماز کے وجوب کو ساقط کر کے اس کے استحباب کو ثابت کر رہے ہیں۔

واضح ہو کہ اس حدیث میں سنت کا لفظ فرض کے قائم مقام واقع ہوا ہے جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو سنت یعنی لازمی نہیں بنانا چاہتے تھے لہٰذا آپ نے "لِمَنْ شَاءَ" فرما کر اس کی فرضیت کو استحباب کی طرف پھیر دیا۔

فرض کن الفاظ سے ہوتا ہے

فرض کرنے کے لئے اللہ تعالٰی نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف الفاظ استعمال فرمائے ہیں:۔

(۱) کتاب یا کتابت یا ان کے ماضی، مضارع وغیرہ: مثلاً کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ (البقرۃ - ۱۸۳) تم پر روزے فرض کر دیئے گئے۔ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ (البقرۃ - ۱۷۸) تم پر قصاص فرض کر دیا گیا۔

(۲) فرض یا فریضۃ یا ان کے ماضی، مضارع وغیرہ: مثلاً فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ (النساء - ۱۱) (ورثہ میں تمام وارثوں کے حصے) اللہ کی طرف سے فرض ہیں۔ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فرض صدقۃ الفطر جزء ۲، ص۱۶۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر کو فرض کر دیا۔

(۳) امر یا اس کے ماضی، مضارع وغیرہ: مثلاً اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ (یوسف - ۴۰) اللہ نے حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اُس کے۔ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ اَنْ نُّلْقِیَ الْحُمُرَ الْاَھْلِیَّۃَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر جزء ۵ ص۱۷۲) خیبر کی لڑائی میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ شہری گدھوں (کے گوشت) کو الٹ دیں۔ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الانف جزء اول ص۲۰۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔

(۴) کسی بھی فعل کا صیغۂ امر: مثلاً وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (النور - ۵۶) نماز قائم کرو، وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (الاحزاب - ۷۰) سچی بات کہو، قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ - ۸۳) لوگوں سے اچھی بات کہو (یعنی نرمی سے بات

کرو)، قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا (البقرۃ - ۱۳۶) (اے ایمان والو)
کہو کہ ہم اللہ پر اور جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لائے، فَوَلُّوْا
وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (البقرۃ - ۱۴۴) مسجد الحرام کی طرف منہ کرو، وَلْتَكُنْ
مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ (آل عمران - ۱۰۴) اور (اے ایمان
والو) تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو خیر کی دعوت دے، اِذَا قَالَ
الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (صحیح
بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل اللّٰھم ربنا ولک الحمد جزء اول ص۱۰۹) رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم کہو اَللّٰهُمَّ
رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

مذاہب خمسہ (یعنی مذاہب اہلحدیث، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) اور دینِ اسلام کا تقابل

اللہ تبارک وتعالےٰ، بادشاہِ دوجہاں ہم سب کا خالق اور مالک
ہے۔ وہی ہمارا حاکمِ حقیقی ہے، اسی کے احکام پر چلنے میں ہماری نجات ہے۔
اللہ تبارک وتعالےٰ کے احکام ہر بندے کے پاس براہ راست نہیں
پہنچتے۔ اس کام کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں میں سے چند بندے
منتخب فرمائے۔ ان بندوں کو انبیاء کہتے ہیں۔ ان بندوں کے ذریعہ اللہ
تعالےٰ نے اپنے احکام بندوں تک پہنچائے۔
انبیاء علیہم السلام آتے رہے اور جاتے رہے یہانتک کہ آخری

زمانہ میں اللہ ذوالجلال والاکرام نے محمد المصطفٰی المرتضیٰ المجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری رسول بناکر مبعوث فرمایا اور پھر قیامت تک کے لئے سلسلۂ نبوت کو ختم کر دیا۔ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

اللہ عزّ وجلّ کے احکام کے مجموعہ کو دین کہتے ہیں۔ دین اللہ تعالٰے کا مرتب کردہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالٰے کا ارشادِ گرامی ہے :۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ (الشوریٰ - ۱۳) — اللہ نے تمہارے لئے دین کا ایک واضح اور سیدھا راستہ بنایا۔

اللہ تبارک وتعالٰے اپنے احکام میں کسی کی شرکت پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالٰے ارشاد فرماتا ہے :۔

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ (الکہف - ۲۶) — اللہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اگر کوئی شخص اللہ تبارک وتعالٰے کے دین میں خود ساختہ احکام و قوانین کا اضافہ کرتا ہے تو گویا وہ دین سازی میں اللہ تبارک وتعالٰے کا شریک بنتا ہے۔ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے :۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ (الشوریٰ - ۲۱) — کیا انہوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں جو ان کے لئے دین میں شریعت سازی کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی۔

الغرض اللہ تعالٰے کے دینِ خالص میں کسی قسم کی ملاوٹ یا اضافہ ایک قسم کا شرک ہے۔ اسے شرک فی الدین یا شرک فی التشریع کہتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالٰے نے اپنے دین کا نام "اسلام" اور اسلام کے ماننے والوں کا نام "مسلمین" رکھا ہے۔ اللہ ذوالجلال والاکرام ارشاد فرماتا ہے :۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران - ۱۹)
بے شک اللہ کے نزدیک دین (بس) اسلام ہے۔

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (الحج - ۷۸)
اللہ نے تمہارا نام "مسلمین" رکھا ہے۔

جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین، مذہب یا مسلک اختیار کرتا ہے تو وہ دین، مذہب یا مسلک اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوگا۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ (آل عمران - ۸۵)
جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

اسلام دین کامل ہے۔ نہ اس میں کوئی نقص ہے نہ کوئی عیب ہے۔ کامل اور بے عیب چیز میں کسی قسم کا اضافہ یا ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المآئدۃ - ۳)
آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے (بہ لحاظ) دین (بس) اسلام کو پسند فرمایا۔

کیونکہ اللہ تعالےٰ کو اپنے دین کے علاوہ کوئی اور دین پسند نہیں اور نہ وہ اپنے احکام کے ساتھ کسی دوسرے کے احکام کو پسند کرتا ہے لہذا اس نے صاف صاف اعلان فرمادیا:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ (الاعراف - ۳)
جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے (بس) اس کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالٰے نے منزل من اللہ کی اتباع کو فرض کر دیا اور جو منزل من اللہ نہ ہو اس کی اتباع کو حرام کر دیا۔

اِس آیت کی رُو سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ اللہ تعالٰے کا دین کامل ہے کسی شخص کی رائے حجتِ شرعیہ نہیں ہو سکتی۔ اب اگر کوئی شخص اپنی یا کسی دوسرے کی رائے کو حجتِ شرعیہ سمجھتا ہے تو پھر اس کے معنی سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ اُس کے نزدیک وہ رائے منزل من اللہ ہے اور وہ شخص درپردہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنی یا کسی دوسرے کی نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور یہ قطعًا باطل ہے۔ الغرض کسی شخص کی رائے نہ حجتِ شرعیہ ہو سکتی ہے اور نہ اُسے دین میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دین کامل ہو گیا تھا۔ آپ کی زندگی میں دین کا سرچشمہ صرف دو چیزیں تھیں یعنی قرآن مجید اور حدیثِ نبوی، لہٰذا انہی دو چیزوں میں دینِ اسلام مکمل ہوا تھا۔ کسی تیسری چیز میں اسلام یا اسلام کے کسی جزء کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

خلاصہ | مندرجہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ :-

۱۔ دینِ اسلام اللہ تبارک وتعالٰے کا مرتب کردہ ہے،
۲۔ دینِ اسلام قرآن مجید اور احادیث کے اندر مکمل ہے،
۳۔ مکمل چیز میں اضافہ ناممکن ہے، اور
۴۔ رائے کے ذریعہ دین میں اضافہ یا آمیزش شرک ہے۔

دینِ اسلام میں اضافہ اور آمیزش | اس مختصر تمہید کے بعد ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند صدیوں بعد اسلام کو کس طرح مسخ کیا گیا، کس طرح اس میں رائے اور فتووں کو شامل کیا گیا، کس کس طرح سے رائے اور فتوے کو ترجیح دی گئی اور احکامِ اسلام کو رد کر دیا گیا۔

ہم اس کتابچہ میں نہ وہ اصول بیان کر رہے ہیں جن کے ذریعہ احکامِ اسلام کو خیر باد کہا گیا اور نہ اسلام کو مسخ کرنے کی تدریجی تاریخ بیان کر رہے ہیں بلکہ ان وضع کردہ اصولوں کی وساطت سے جو نتائج برآمد ہوئے ہم صرف اُن کو آپ کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم اسلام کے متعلقہ احکام بھی پیش کر رہے ہیں تاکہ اس تقابل کے ذریعہ آپ یہ سمجھ لیں کہ وہ نتائج یا مسائل اسلام نہیں بلکہ اسلام کے متوازی دوسرے مذاہب یا اسلام کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔

اسلام کو چند ہی صدیاں گذری تھیں کہ امّت کئی فرقوں میں بٹ گئی۔ ہر فرقہ نے اپنا مذہب الگ بنا لیا اور دینِ اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ ہم اس کتابچہ میں ان فرقوں کو نظر انداز کرتے ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں سمجھا جاتا، ہم تو اس وقت ان فرقوں کا ذکر کر رہے ہیں جو اسلام کے قریب مانے جاتے ہیں حالانکہ وہ بھی قریب نہیں ہیں۔ ان فرقوں سے ہماری مراد اہل سنّت کے پانچ فرقے ہیں یعنی اہلحدیث، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی۔ ہمیں دکھانا یہ ہے کہ یہ پانچوں کہاں تک اسلام کی ترجمانی کرتے ہیں۔

اس کتابچہ میں صفحات ص<u>۱۲۲</u> تا ص<u>۱۴۱</u> پر ہم فی الحال چند مسائل پیش کر رہے ہیں جن سے ثابت ہوگا کہ اسلام کچھ کہتا ہے اور مذاہبِ خمسہ کچھ کہتے ہیں۔

یہاں یہ بات اور ذہن نشین کر لیجئے کہ اس کتابچہ میں ہم صرف ان مسائل کا نمونہ پیش کر رہے ہیں جن میں یہ پانچوں مذاہب اسلام کے خلاف ہیں، آئندہ کسی کتابچہ میں ہم انشاءاللہ انفرادی طور پر ہر مذہب کا مقابلہ اسلام سے کرینگے اور یہ ثابت کریں گے کہ اسلام کچھ کہتا ہے اور یہ مذاہب کچھ کہتے ہیں۔

یہ پانچوں مذاہب، مذاہب ہیں، دین نہیں ہیں۔ انہیں مسالک بھی کہا جاتا ہے اور مکاتب فکر بھی۔ ہر مکتبۂ فکر میں فکر کا طرز علیحدہ ہے اور ہر مکتبۂ فکر اپنے طرز کے مطابق اسلام کو اپنے مخصوص سانچے میں ڈھالتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب فکر کا طرز ہی بدل جائے تو پھر پانچوں مذاہب میں اسلام کی مسخ شدہ شکلیں بھی مختلف ہوں گی۔

چند اصول

اصول ۱ اللہ تعالےٰ کی اطاعت فرض ہے اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے لہذا جب اللہ تعالےٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا حکم دیں تو اس کام کا کرنا فرض ہوگا سوائے اس صورت کے کہ کوئی قرینۂ صارفہ موجود ہو۔

اصول ۲ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے لہذا جب اللہ تعالےٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام سے منع فرمائیں تو اس کام کا کرنا حرام ہوگا سوائے اس صورت کے کہ کوئی قرینۂ صارفہ موجود ہو۔

نوٹ:- قرینۂ صارفہ کی تشریح کے لئے ص ۱۱۱ ملاحظہ فرمائیں۔

اصول ۳ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (الاعراف - ۱۵۸)	رسول کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (آل عمران - ۳۱)	(اے رسول) کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو (اگر تم ایسا کروگے تو) اللہ تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردیگا اور اللہ بڑا

بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ (الزخرف۔۶۱) (کہدیجئے) میری پیروی کرو، یہی صراط مستقیم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ سے روایت ہے کہ :۔

اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلوٰۃ اللیل جزء ۲ صـ۶۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلاۃ الضحیٰ جزء اول صـ۲۸۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی عمل کو باوجود اس کے کہ اس کا کرنا آپ کو محبوب ہوتا تھا محض اس اندیشہ سے چھوڑ دیا کرتے تھے کہ لوگ بھی اس پر عمل کریں گے پھر یہ ان پر فرض ہو جائے گا۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کو اپنی امت پر فرض کرنا چاہتے تھے اُسے ہمیشہ کرتے رہتے تھے اور جس کام کو فرض کرنا نہیں چاہتے تھے اُسے کبھی کبھی چھوڑ دیا کرتے تھے۔

مندرجہ بالا آیات و حدیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور کبھی نہیں چھوڑا اس کام کا کرنا فرض ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ اصطلاحاً اسے سنّت یا سنّت مؤکدہ کہا جاتا ہے۔

نوٹ : سنّت کی اہمیت کے سلسلہ میں ہمارا کتابچہ "ترک سنّت گناہ ہے" ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض | مندرجہ بالا حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ نے اپنے گمان کا اظہار کیا ہے لہٰذا یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔

جواب | وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ (آپ اس کام کو کرنا پسند فرماتے تھے) یہ خبر

ہے، گمان نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بغیر آپ کے بتائے کیسے علم ہو سکتا تھا، محض گمان سے ایسی بات نہیں کہی جا سکتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ کی اس حدیث کی تائید مندرجہ ذیل مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات قیام رمضان باجماعت ادا فرما کر چوتھی رات کو قیام رمضان باجماعت ادا نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا :۔

وَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّاۤ اَنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلوٰۃ اللیل جزء ۲، صہ ۶۳)

مجھے تمہاری طرف نکلنے سے اور کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس چیز کے کہ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کام کو ہمیشہ کرنا اس کام کو فرض بنا دیتا ہے۔ آپ نے رمضان میں قیام اللیل اور جماعت کے اہتمام کو ترک کر دیا حالانکہ آپ اسے پسند فرماتے تھے محض اس لئے کہ کہیں قیام رمضان اور اس کی باجماعت ادائیگی امت پر فرض نہ ہو جائے۔ تین رات کے بعد آپ نے قیام اللیل کو اسی طرح ادا کیا جس طرح رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ادا فرماتے تھے۔ اس طرح قیام رمضان کی فرضیت ختم ہوگئی۔

مسعود احمد

امیر جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- عید کی نماز

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دینِ اسلام	تبصرہ
نمازِ عیدین کی سنت ہے (البلاغ المبین ص۲۹۶) اہلحدیث کے نزدیک سنت اور نفل ایک چیز ہے۔ صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں: "واضح ہو کہ سنت، نفل، مندوب، مستحب..... یہ تمام الفاظ ہم معنی اور مترادف ہیں"۔	وتجب صلوٰۃ العید۔ یعنی نماز عید واجب ہے (ہدایہ ۱/۱۴۲)	ھی سنۃ یعنی نماز عید سنت ہے (منہاج الطالبین ص۲۳) صلوٰۃ العید سنۃ (منہج الطلاب ص۲۱) یعنی عیدین کی نماز سنت ہے۔	سن لعید رکعتان یعنی عید کی دو رکعت سنت ہیں۔ (مختصر العلامۃ خلیل ص۴۹)	وھی فرض علی الکفایۃ یعنی نماز عیدین فرض کفایہ ہے (المقنع لابن قدامۃ ص۴۳) نوٹ: فرض کفایہ سے مراد یہ ہے کہ اگر چند لوگ نماز عید پڑھ لیں تو کافی ہے۔ پوری آبادی کو پڑھنا لازم نہیں۔	نمازِ عید اُسی طرح فرض ہے جس طرح نمازِ جمعہ فرض ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:- ① اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ (البقرۃ-۱۸۵) تاکہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کرو اور اللہ نے جو ہدایت تمہیں دی ہے اس (نعمت) پر اس کی بڑائی بیان کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح روزوں کی گنتی پوری کرنا فرض ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا بھی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی سے مراد یہاں نماز عید الفطر ہے (صفحہ ۱۱۳ پر ص۴ ملاحظہ فرمائیں) ② حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:- "صلوٰۃ الاضحیٰ رکعتان وصلوٰۃ الجمعۃ رکعتان وصلوٰۃ الفطر رکعتان وصلوٰۃ المسافر رکعتان تمام غیر قصر علی لسان نبیکم وقد خاب من افتریٰ" یعنی تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان	اسلام میں نمازِ عید فرض ہے لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی نے بھی اس کو فرض قرار نہیں دیا۔

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
(صلوٰۃ الرسول ۳۴۶) شمس الحق صاحب لکھتے ہیں :- (فان خیر صلوٰۃ المرء فی بیتہ) ھذا عام فی جمیع النوافل المرتبۃ مع الفرائض والمطلقۃ۔ الا فی النوافل التی ھی من شعائر الاسلام وھی العید والکسوف) (عون المعبود ۱/۵۴۲) الغرض اہلحدیث کے نزدیک نماز عید نفل ہے۔					(اقدس) سے یہ کلمات ادا ہوئے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے، جمعہ کی نماز دو رکعت ہے، عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے اور مسافر کی نماز دو رکعت ہے۔ یہ پوری ہیں، ان میں قصر نہیں ہوتا ہے اور جو شخص (نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر) افترٰی کرے وہ نامراد ہو گیا (رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وسندہ صحیح۔ ابن خزیمۃ جزء ۲ ص ۳۴۰) نوٹ :- نماز جمعہ اور نماز مسافر کے ساتھ عیدین کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز جمعہ اور نماز مسافر کی طرح نماز عیدین فرض ہے۔ مزید برآں قصر فرض نماز میں ہوتا ہے نہ کہ نفل نماز میں۔ قصر کا ذکر بھی نماز عیدین کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔ (۳) ایک مرتبہ عہد رسالت میں ۲۹ رمضان کو چاند نظر نہ آیا۔ اگلے دن سب نے روزہ رکھا۔ دن کے آخری حصہ میں ایک قافلہ آیا۔ قافلہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گواہی دی کہ انہوں نے گذشتہ شام کو چاند دیکھا تھا، فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یفطروا من یومھم وان یخرجوا العید ھم من الغد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس دن روزہ کھولنے کا حکم دیا اور اگلی صبح کو عید کے لئے نکلنے کا حکم دیا) (رواہ ابوداؤد والنسائی واحمد۔ بلوغ الامانی	

۱۲۳

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
					۹/۲۶۶ - سندہ صحیح - التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزءاول ص۵۵ } نوٹ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے لئے نکلنے کا حکم دیا لہٰذا اصول ۱ کی رُو سے عید کی نماز فرض ہوئی۔ (۲) اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز ہمیشہ پڑھی، کبھی نہیں چھوڑی لہٰذا اصول ۳ کی رُو سے نمازِ عید فرض ہوئی۔	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲- تحیۃ المسجد

اہل حدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
تحیۃ المسجد نفل ہے (البلاغ المبین ص۳۶)	مستحب ہے (فتح الباری جزء ۲، ص۸۳)	تحیۃ المسجد نفل ہے (منہاج الطالبین ص۱۶) (منہج الطلاب ص۱۵)	ندب نفل .... تحیۃ المسجد (مختصر العلامۃ خلیل ص۳۸) یعنی تحیۃ المسجد نفل ہے۔	مستحب ہے (فتح الباری جزء ۲، ص۸۳)	(۱) حضرت ابو قتادہؓ مسجد میں داخل ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کے درمیان بیٹھے ہوئے پایا، وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہیں دو رکعت نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ حضرت ابو قتادہؓ نے عرض کیا: میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا (تو میں بھی بیٹھ گیا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فاذا دخل احدکم المسجد فلا یجلس حتی یرکع رکعتین" جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھے نہیں جب تک دو رکعتیں نہ پڑھ لے (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب تحیۃ المسجد برکعتین جزء اول ص۲۴۸) (۲) "دخل رجل یوم الجمعۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فقال اُصلیت قال لا، قال فصل رکعتین" یعنی ایک شخص جمعہ کے روز (مسجد میں) داخل ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم نے نماز پڑھ لی؟" اس شخص نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر دو رکعتیں پڑھو (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب من جاء والامام یخطب صلی	جو نماز اتنی ضروری ہے کہ خطبہ کے دوران بھی اُسے ادا کرنے کا حکم ہے وہ نماز ان مذاہب خمسہ میں غیر ضروری ہے۔ کیا یہ اسلام کی ترجمانی ہے؟

۱۲۵

۱۲۶

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
					رکعتین خفیفتین جزء ۲ ص۱۵ وصحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب التحیۃ والامام یخطب جزء اول ص۲۸۶) (۳) "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء احدکم یوم الجمعۃ والامام یخطب فلیرکع رکعتین ولیتجوز فیہما" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اُسے چاہیئے کہ دو رکعت پڑھے لیکن ہلکی پڑھے۔" (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب التحیۃ والامام یخطب جزء اوّل ص۲۸۷) نوٹ:۔ تینوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم دیا حتیٰ کہ جمعہ کے خطبے کے دوران بھی پڑھنے کا حکم دیا لہٰذا اصول ۱ کی رُو سے تحیۃ المسجد کا پڑھنا فرض ہے (صفحہ ۱۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں)	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳- عیدگاہ میں خواتین کی حاضری

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
عیدگاہ میں عورتوں کو بھی نمازِ عید کے لئے جانا سنّت ہے (البلاغ المبین جز۲ ص۱۹) اہلحدیث کے نزدیک سنّت اور نفل ایک چیز ہے لہذا اہلحدیث کے نزدیک خواتین کے لئے عیدگاہ کی حاضری نفل ہے۔	ویکرہ لھن حضور الجماعات یعنی الشواب منھن (ہدایہ جزء اول ص۱۲۶) جوان عورتوں کا جماعات میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔ والفتوی الیوم علی کراھۃ حضورھن فی الصلوٰت کلھا (الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ	سنّت ہے (منہاج الطالبین ص۲۳) مستحب ہے (نیل الاوطار جز۳ ص۲۳۳ ملخصاً)	سن لعید رکعتان لمامور الجمعۃ (مختصر العلامۃ خلیل ص۴۹) یعنی جن پر نمازِ جمعہ فرض ہے ان کے لئے عید کی دو رکعت سنّت ہیں۔ نتیجہ:- کیونکہ عورتوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں لہذا ان کے لئے نمازِ عید	وھی فرض علی الکفایۃ (المقنع لابن قدامۃ ص۲۳) یعنی عید کی نماز فرض کفایہ ہے۔ نتیجہ: جب عید کی نماز سب مردوں پر ہی فرض نہیں تو عورتیں کس گنتی میں ہیں۔ انہ جائز غیر مستحب لھن مطلقاً یعنی عورتوں کیلئے	① حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں: کنا نؤمر ان نخرج یوم العید حتی نخرج البکر من خدرھا حتی نخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرن بتکبیرھم ویدعون بدعائھم یرجون برکۃ ذٰلک الیوم وطھرتہ۔ یعنی ہمیں عید کے دن عیدگاہ جانے کا حکم دیا جاتا تھا حتی کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم کنواری لڑکی کو بھی اس کے خدر سے نکال کر عیدگاہ لے جائیں بلکہ ہمیں یہاں تک حکم دیا جاتا تھا کہ ہم ان عورتوں کو بھی عیدگاہ لے جائیں جو اذیت ماہانہ میں ہوں، ایسی عورتیں لوگوں کے پیچھے بیٹھ جائیں (نماز نہ پڑھیں) لیکن لوگوں کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہتی رہیں اور ان کی دعاء کے ساتھ دعاء مانگیں اور اس دن کی (خیر و) برکت اور پاکیزگی (یعنی مغفرت) کی امیدوار رہیں (صحیح بخاری کتاب العیدین باب التکبیر ایام منی جزء ۲ ص۲۵) نوٹ:- خدر اس پردے کو کہتے ہیں جو گھر کے کسی کونہ میں کنواری لڑکیوں کے لئے ڈالا جاتا ہے۔ ② حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں: امرنا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بان نخرج العواتق وذوات الخدور یعنی ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم جوان	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیا لہذا اصولی طور کے لحاظ سے عورتوں پر عیدگاہ جانا فرض ہوا لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی میں بھی عورتوں پر عیدگاہ جانا فرض نہیں۔ اہلحدیث اور شوافع کے نزدیک صرف مستحب ہے یعنی

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
	جزء اوّل ص۱۲۶) یعنی آجکل فتوی اسی پر ہے کہ عورتوں کا تمام نمازوں میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔		سنت بھی نہیں۔ انہ مکروہ (نیل الاوطار جزء ۳ ص۳۰۳) یعنی عورتوں کا عیدگاہ آنا مکروہ ہے۔	نمازِ عید مطلقاً مستحب نہیں، بس جائز ہے۔ (نیل الاوطار جزء ۳ ص۳۰۳)	اور جوان کنواری (یعنی کنواری) لڑکیوں کو بھی عیدگاہ لے جائیں (صحیح بخاری کتاب العیدین باب خروج النساء والحیض الی المصلی جزء ۲ ص۲۱ وصحیح مسلم کتاب العیدین باب ذکر اباحۃ خروج النساء فی العیدین جزء اول ص۲۹۰) (صفحہ ۱۱۱ پر ص۲ ملاحظہ فرمائیں) (۳) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :- ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی یوم الفطر رکعتین لم یصل قبلھا ولا بعدھا (وفی روایۃ البخاری ثم خطب) ثم اتی النساء ومعہ بلال (وفی روایۃ البخاری فوعظھن وذکرھن) فامرھن بالصدقۃ۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی دو رکعت نماز پڑھی، نہ اس سے پہلے نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد، پھر آپؐ نے خطبہ دیا، پھر آپؐ عورتوں کے پاس تشریف لائے۔ آپؐ کے ساتھ بلالؓ تھے۔ آپؐ نے عورتوں کو نصیحت کی اور انہیں صدقہ دینے کا حکم دیا (صحیح بخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید جزء ۲ ص۱۱ وباب خروج الصبیان الی المصلی جزء ۲ ص۱۹ وصحیح مسلم کتاب العیدین باب ذکر اباحۃ خروج النساء فی العیدین جزء اوّل ص۲۹۰) (۴) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :- قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر فصلی فبدأ بالصلوٰۃ ثم خطب فلما فرغ نزل فاتی النساء فذکرھن۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا، پھر جب آپ خطبہ	چلی جائیں تو اچھا ہے احناف کے نزدیک مستحب بھی نہیں جائز ہے، احناف اور موالک کے نزدیک مکروہ ہے۔ افسوس جس کام کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں وہ کام مکروہ ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

١٢٨

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
					سے فارغ ہوئے تو عورتوں کے پاس آئے اور انہیں نصیحت کی (صحیح بخاری کتاب العیدین باب موعظۃ الامام النساء یوم العید جزء ۲ ص[illegible] وصحیح مسلم کتاب العیدین جزء اول ص[illegible]) ⑤ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں :- ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج یوم الاضحیٰ ویوم الفطر فیبدأ بالصلوٰۃ فاذا صلی صلوٰتہ وسلم قام فاقبل علی الناس ..... وکان یقول تصدقوا تصدقوا تصدقوا وکان اکثر من یتصدق النساء ثم ینصرف. یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن پہلے نماز پڑھتے ، پھر خطبہ دیتے آپ فرماتے تھے صدقہ دو ، صدقہ دو ، صدقہ دو تو صدقہ دینے والوں میں عورتیں زیادہ ہوتی تھیں (صحیح مسلم کتاب العیدین جزء اول ص[illegible])	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۴- اذان کا جواب

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
مستحب ہے	(۱) مستحب ہے (نماز کی کتاب ص۱۱۰) (۲) باب ما یستحب للرجل ان یقول اذا سمع الاذان (شرح معانی الآثار للطحاوی جلد اول ص۹۹) مندرجہ بالا باب کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اذان کا جواب دینا مستحب ہے، ضروری نہیں۔	(۱) ویسن لسامعہ مثل قولہ (منہاج الطالبین ص۹) یعنی سننے والے کو مؤذن کے قول کے مثل کہنا مستحب ہے۔ (۲) ضروری نہیں (بلوغ الامانی جزء۳ ص۳۳)	جواب دینا ضروری نہیں (بلوغ الامانی جزء۳ ص۳۳)	ویستحب لمن سمع المؤذن ان یقول کما یقول (المقنع ص۲۳) یعنی جو شخص اذان سنے اس کے لئے مستحب ہے کہ وہی کہے جو مؤذن کہہ رہا ہو۔	(۱) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں:- ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن. یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان سنو تو جو مؤذن کہہ رہا ہو اسی کے مثل کہو (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یقول اذا سمع المنادی جزء اول ص۱۵۹ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ جزء اول ص۱۶۳) (۲) حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں:- انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول یعنی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ، جب تم مؤذن (کی اذان) سنو تو جو کچھ وہ کہہ رہا ہو اسی کے مثل تم بھی کہو (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ جزء اول ص۱۶۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کا جواب دینے کا حکم دیا لہٰذا اصول ۱ کی رو سے اذان کا جواب دینا فرض ہے (صفحہ ۱۱۱ پر ۱ ملاحظہ فرمائیں)	مذاہب خمسہ میں سے کسی ایک نے بھی فرض نہیں کہا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۵- جمعہ کے دن غسل کرنا

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
جمعہ کے روز غسل کرنا نہایت ہی اچھا ہے۔ برائے شرع مستحب تاکیدی اور پسندیدہ ہے نہ ایسا لازمی کہ تارک اس کا گنہگار ہو۔ (صلوٰۃ الرسول ص۱۱۶)	وسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغسل للجمعۃ ... . صاحب الکتاب نص علی السنیۃ (ہدایۃ جزء اول ص۳۲) یعنی غسل جمعہ سنت ہے۔	یسن الغسل لحاضرھا (منہاج الطالبین ص۲۲) سن غسل (منہج الطلاب ص۲۰) یعنی غسل جمعہ سنت ہے۔	وسُنّ غسل متصل بالرواح (مختصر العلامۃ خلیل ص۴۲) یعنی جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔	والاغتسال المستحبۃ ثلاثۃ عشر غسلا الجمعۃ والعیدین (المقنع ص۱۷) یعنی غسل جمعہ مستحب ہے۔	① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "الغسل یوم الجمعۃ واجب علی کل محتلم" یعنی جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر فرض ہے (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب فضل الغسل یوم الجمعۃ جزء ۲ ص۲ وصحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب وجوب غسل الجمعۃ جزء اول ص۲۷۹) (صفحہ ۱۰۹ پر "واجب" عنوان ملاحظہ فرمائیں) ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اذا جاء احدکم الجمعۃ فلیغتسل" یعنی جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ (کی نماز) کے لئے آئے تو غسل کرے (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب فضل الغسل یوم الجمعۃ جزء ۲ ص۲ وصحیح مسلم کتاب الجمعۃ جزء اول ص۲۷۹ واللفظ للبخاری) ③ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر بالغسل" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل (جمعہ) کا حکم دیا کرتے تھے (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب فضل الغسل یوم الجمعۃ جزء ۲ ص۳ و	احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غسل جمعہ فرض ہے لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی بھی مذہب نے اسے فرض نہیں مانا۔

١٣١

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
					صحیح مسلم کتاب الجمعۃ جزء اول ص۲۸۰)(صفحہ ۱۰ پر ۳ ملاحظہ فرمائیں) ④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اغتسلوا یوم الجمعۃ" یعنی جمعہ کے دن غسل کیا کرو (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الدھن للجمعۃ جزء ۲ ص۳)(صفحہ ۱۱۳ پر ۳ ملاحظہ فرمائیں) ⑤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حق علی کل مسلم ان یغتسل فی کل سبعۃ ایام یوما یغسل فیہ رأسہ وجسدہ" یعنی ہر سات دن میں سے ایک دن ہر مسلم پر نہانا حق ہے، اُسے چاہیے کہ اس دن سر اور جسم کو دھوئے (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب ھل علی من لم یشھد الجمعۃ غسل جزء ۲ ص۶ وصحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب الطیب جزء اول ص۲۸۰ واللفظ للبخاری) ⑥ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "علی کل رجل مسلم فی کل سبعۃ ایام غسل یوم وھو یوم الجمعۃ" یعنی ہر مسلم پر ہر سات دن میں ایک دن غسل کرنا ضروری ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے (نسائی کتاب الجمعۃ باب ایجاب الغسل یوم الجمعۃ جزء اول ص۱۵۹ وسندہ صحیح۔ فتح الباری جزء ۳ ص۳۳)	

۱۳۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٦- نماز میں "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ... الخ" کا پڑھنا

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
دونوں دعاؤں میں سے آپ جونسی چاہیں پڑھ لیا کریں۔ (صلوٰۃ الرسول صـ ٢٦٨) حملہ الجمھور علی الندب (مرعاۃ ٢/٥٣٣) یعنی جمہور نے حکم کو استحباب	دعا بما یشبہ الفاظ القرآن والادعیۃ الماثورۃ (ہدایہ جلد اوّل صـ ١١٣) یعنی ایسے الفاظ سے دعا کرے جو قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے الفاظ کے	واقل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ: اللھم صل علی محمد وآلہ والزیادۃ الی حمید مجید سنۃ فی الآخر وکذا الدعاء بعدہ وماثورہ افضل ومنہ اللھم اغفرلی ما	ودعا بما احب (مختصر العلامۃ الخلیل صـ ٣٠) یعنی جو دعا چاہے پڑھے۔ نتیجہ: دعائے مذکورہ کا پڑھنا فرض نہیں۔	ویستحب ان یتعوذ فیقول اعوذ باللہ من عذاب جہنم... ...... الخ وان دعا بما ورد فی الاخبار فلا بأس (المقنع صـ ٣١) یعنی اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے اور اگر کوئی اور	① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اذا فرغ احدکم من التشھد الآخر فلیتعوذ باللہ من اربع یقول اللھم انی اعوذ بك من عذاب جھنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات ومن شر فتنۃ المسیح الدجال وفی روایۃ: عوذوا باللہ من عذاب اللہ، عوذوا باللہ من عذاب القبر، عوذوا باللہ من فتنۃ المسیح الدجال، عوذوا باللہ من فتنۃ المحیا والممات (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ما یستعاذ منہ فی الصلوٰۃ ١/٢١٨) (ترجمہ) جب تم میں سے کوئی شخص آخری تشہد سے فارغ ہو تو اُسے چاہیے کہ ان چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے (یعنی اس طرح کہے) اے اللہ میں عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے، مسیح دجّال کے فتنہ کی برائی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب	دعائے مذکورہ کا پڑھنا فرض ہے لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی نے بھی اسے فرض قرار نہیں دیا۔

١٣٣

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
پر محمول کیا ہے۔ نتیجہ: دعائے مذکورہ کا پڑھنا ضروری نہیں۔	مشابہ ہوں۔ نتیجہ: دعائے مذکورہ کا پڑھنا فرض نہیں۔	قدمت وما اخرت ... الخ (منہاج الطالبین ص۱۲) یعنی درود کے بعد دعار پڑھنا درود کی طرح سنت ہے اور جو دعار ماثور ہو وہ افضل ہے مثلاً اللھم اغفرلی ..... الخ ..... نتیجہ: دعائے مذکورہ ضروری نہیں۔		دعار جو احادیث میں وارد ہے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ نتیجہ: دعائے مذکورہ کا پڑھنا لازمی نہیں۔	کرو۔ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو، مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرو، زندگی اور موت کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ {صفحہ ۱۱۳ پر ۲ ملاحظہ فرمائیں} نوٹ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعار کو پڑھنے کا حکم دیا لہذا اصول ۱ کی رُو سے اس دعار کا پڑھنا فرض ہے۔ ② ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلمھم ھذا الدعار کما یعلمھم السورۃ من القرآن یقول قولوا اللھم انا نعوذ بک من عذاب جھنم واعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذ بک من فتنۃ المحیا و الممات (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ما یستعاذ منہ فی الصلوٰۃ جزء اول ص۲۱۷) (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو اس دعار کی تعلیم اس اہتمام سے دیتے تھے جس اہتمام سے آپ ان کو قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے (اس طرح) کہو: اے اللہ ہم عذاب جہنم سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں، میں عذاب قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ نوٹ: اس دعار کی تعلیم کا اہتمام اور پھر اس دعار کے پڑھنے کا حکم اس دعار کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۷ - سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
انما سنۃ غیر واجبۃ یعنی گرہن کی نماز سنت ہے۔ فرض نہیں ہے۔ (نیل الاوطار جزء ۳ صـ۲۴۸)	سنت غیر مؤکدہ ہے (مرعاۃ شرح مشکوٰۃ جزء ۳ صـ۳۷)	ھی سنۃ (منہاج الطالبین صـ۲۵) صلوٰۃ الکسوفین سنۃ یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن کی نماز سنت ہے۔ (منہج الطلاب صـ۲۲)	سُنّ وانْ لعمودیٍّ و مسافرٍ لم یجدّ سیرہ لکسوف الشمس رکعتان سرًا (مختصر العلامۃ الخلیل صـ۵۰) یعنی سورج گرہن کی نماز سنت ہے۔	صلوٰۃ کسوف الشمس سنۃ مؤکدۃ (مرعاۃ جزء ۳ صـ۳۷) یعنی سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔	(۱) حضرت ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فاذا رأیتموھا فقوموا فصلوا" یعنی جب تم سورج گرہن اور چاند گرہن دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو (صحیح بخاری کتاب الکسوف جزء ۲ صـ۴۲ و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الکسوف جزء اول صـ۳۶۴) (۲) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فاذا رأیتموھا فصلوا" یعنی جب تم سورج گرہن اور چاند گرہن دیکھو تو نماز پڑھو (صحیح بخاری کتاب الکسوف جزء ۲ صـ۴۲ و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الکسوف جزء اول صـ۳۶۵) (۳) حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فاذا رأیتم فصلوا وادعوا اللہ" یعنی جب تم گرہن کو دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو (صحیح بخاری کتاب الکسوف جزء ۲ صـ۴۲ و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الکسوف جزء اول صـ۳۶۵)	گرہن کی نماز فرض ہے لیکن مذاہب خمسہ میں سے کسی نے اس کو فرض نہیں مانا۔

۱۳۵

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
					④ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "فاذا رأیتم ذٰلك فادعوا اللہ وکبروا وصلوا وتصدقوا" یعنی جب تم گرہن دیکھو تو اللہ سے دعاء کرو، تکبیر پڑھو، نماز پڑھو اور صدقہ دو (صحیح بخاری کتاب الکسوف جزء ۲ ص۱۴۳ و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الکسوف جزء اول ص۲۵۸) ⑤ حضرت ابو بکرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "اذا کان ذٰلك فصلوا وادعوا" یعنی جب گرہن ہو تو نماز پڑھو اور دعاء مانگو (صحیح بخاری کتاب الکسوف باب الصلوٰۃ فی کسوف القمر جزء ۲ ص۴۹) ⑥ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "فاذا رأیتم شیئًا من ذٰلك فصلوا" یعنی جب تم ذرا سا بھی گہن دیکھو تو نماز پڑھو (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ما عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف جزء اول ص۳۶۱) {صفحہ ۱۱۳ پر ۱۲ ملاحظہ فرمائیں} مندرجہ بالا تمام روایتوں میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کی نماز کا حکم دیا لہٰذا اصول ۱ کی رُو سے گرہن کی نماز فرض ہے۔	

١٣٦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۸ - پانی کی طہارت

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
اگر کوئی پلید چیز کسی کنویں یا قلتین کی مقدار یا اُس سے زائد مقدار پانی میں گر پڑے اور پانی کا رنگ، بُو، مزا نہ بدلے تو وہ پانی پلید نہیں ہے۔ (دستور المتقی ص۲۶)	اذا کان عشرة اذرع فی عشرة اذرع ولا ینحسر ارضه بالغرف فحکمه الماء الجاری (شرح وقایہ جلد اول ص۸۶) باب مالا یجوز به الوضوء ویجوز به ترجمہ دس ہاتھ	ولا تنجس قلتا الماء بملاقاة نجس فان غیرہ فنجس (منہاج الطالبین ص۳) ولا تنجس قلتا ماء وهما خمسمائة رطل بغدادی تقریبا بملاقاة نجس	او کثیرا خلط بنجس لم یغیره (مختصر العلامة خلیل ص۹) یعنی پانی اگر کثیر ہو تو نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوگا جب تک متغیر نہ ہو۔ نوٹ:۔ مختصر میں کثیر پانی کی	ماء نجس وھو ما تغیر بمخالطة النجاسة فان لم یتغیر وھو یسیر فھل ینجس؟ علی روایتین وان کان کثیرا فھو طاہر (المقنع ص۱۱)	① اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (پ۲۹ المدثر ۵) یعنی نجاست سے علیحدہ رہو (صفحہ ۱۱۳ پر بھی ملاحظہ فرمائیں) ② اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرۃ - ۲۲۲) یعنی اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ③ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (التوبۃ - ۱۰۸) یعنی اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء جزء اول ص۱۱۴) یعنی پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ نوٹ:۔ یہ "قلتین" کا لفظ تو صحیح حدیث میں ہے لیکن "قلتین	اسلام کی پاکیزگی اور مذاہب غیر کی پاکیزگی میں کتنا فرق ہے، بھلا دو مٹکے پانی یا پانچ گز مربع حوض میں اگر نجاست گر جائے اور اس کا رنگ یا مزا یا بُو نہ بدلے تو وہ پانی کیسے

۱۳۷

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دینِ اسلام	تبصرہ
قُلّہ اُس بڑے مٹکے کو کہتے ہیں جو یمن کے موضع ہجر میں بنایا جاتا ہے۔ (دستور المتقی) قلتین = دو مٹکے (اگر نجاست کے گرنے سے) پانی سے بدبو آنے لگے یا اس کا مزا بگڑ جائے یا رنگ تبدیل ہو جائے (یعنی تینوں وصف پانی میں اکٹھے پائے جائیں)	لمبے، دس ہاتھ چوڑے حوض میں اگر پانی بھرا ہوا ہو اور پانی کی مقدار اتنی ہو کہ چُلّو لینے سے پیندا ظاہر نہ ہو تو اس کا حکم جاری پانی کا حکم ہے یعنی پانی پاک رہے گا۔ نتیجہ اگر کوئی حوض پانچ گز لمبا، پانچ گز چوڑا اور اتنا گہرا ہو کہ چُلّو	فان غیرہ فنجس (منہج الطلاب ص۲) نتیجہ دو قلّے پانی (یعنی دو مٹکے پانی) نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوگا جب تک متغیر نہ ہو۔	کم سے کم مقدار مذکور نہیں ہے البتہ نیل الاوطار سے معلوم ہوتا ہے کہ قلیل پانی بھی ناپاک نہیں ہوتا جب تک متغیر نہ ہو۔ الفاظ یہ ہیں:۔ فلا ینجس الماء بما لاقاہ ولو کان قلیلا الا اذا تغیر (نیل الاوطار جزء اول ص۲۰)	والکثیر ما بلغ قلتین والیسیر ما دونھما (المقنع ص۱۲) ترجمہ وہ پانی ناپاک ہے جو نجاست گرنے سے متغیر ہو جائے اگر متغیر نہ ہو تو دو روایتیں ہیں (ایک میں پاک رہنے کا ذکر ہے، ایک میں ناپاک ہونے کا) اور اگر کثیر ہو تو وہ پاک	کے معنی "دو مٹکے" کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ لغت میں اگرچہ "قلہ" کے معنی "مٹکا" دئے ہوئے ہیں لیکن لغت میں "قلہ" کے معنی "پہاڑ کی چوٹی" بھی دئے ہوئے ہیں۔ اگر یہ معنی لئے جائیں تو پانی یقیناً بہت کثیر ہوگا اور نجاست کو نہیں اٹھائے گا اور یہ معنی اسلام کے مزاج کے بھی مطابق ہوں گے۔ "قلتین" سے پانی کی وہ مقدار مراد ہو سکتی ہے کہ جس پانی کو اگر درمیان میں سے پھاڑ دیا جائے تو دونوں طرف پانی کے پہاڑوں کی چوٹیاں محسوس ہوں۔ قرآن مجید میں اس کی ایک مثال ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ○ (الشعراء - ٦٣) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاٹھی مارنے سے) سمندر پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا ایک بڑے پہاڑ کے مانند ہو گیا۔	پاک رہ سکتا ہے! اتنی مقدار پانی میں اگر آدھا یا پاؤ گلاس پیشاب ڈال دیا جائے تو رنگ بُو اور مزا یقیناً نہیں بدلے گا اور یہ پانی ان مذاہب کے نزدیک پاک رہے گا۔

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
تو وہ پانی ناپاک (ہو جاتا) ہے۔ (صلوٰۃ الرسول ص) نوٹ: قوسین کے درمیان کی عبارت بھی "صلوٰۃ الرسول" کی عبارت ہے۔ نتیجہ: دو مشکے پانی میں اگر نجاست گر جائے تو وہ پانی پاک رہے گا جب تک اس پانی کا رنگ، بُو، مزا سب نہ بدل جائیں۔	لینے سے پیدا نہ ظاہر ہو تو اس حوض کا پانی نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوگا بلکہ جاری پانی کی طرح ہمیشہ پاک رہے گا۔			رہے گا۔ کثیر پانی وہ ہے جو دو مشکوں کی مقدار کو پہنچ جائے۔ اس سے کم ہو تو وہ قلیل ہے۔ نتیجہ: دو مشکے پانی نجاست گرنے کے بعد بھی پاک رہے گا جب تک متغیر نہ ہو۔		

۱۳۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۹ - سیدھی طرف سے ابتداء

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
والتیامن سنة فی جمیع الاشیاء (نیل جزء اول ص۱۴۵) تمام کاموں میں سیدھی طرف سے ابتداء سنت ہے (اہلحدیث کے نزدیک سنت اور نفل ایک چیز ہے لہذا سیدھی طرف سے ابتداء کرنا نفل ہے)	والبدایة بالمیامن فضیلة (ہدایہ کتاب الطہارت جلد اول ص۲۲) سیدھی طرف سے ابتداء کرنا افضل ہے۔	(وسنته) السواک .... والتقدیم الیمنی (منہاج الطالبین باب الوضوء ص۵) یعنی سیدھی طرف سے ابتداء کرنا سنت ہے قال النووی قاعدة الشرع المستمرة استحباب البداءة بالیمین (فتح الباری	وسنة غسل یدیه ...... وتیمن اعضاء (مختصر العلامة خلیل ص۱۵) یعنی اعضاء (کے دھونے میں) سیدھی طرف سے ابتداء کرنا سنت ہے۔	وسنن الوضوء عشرة: السواک .... والتیامن (المقنع باب السواک وسنة الوضوء ص۱۳) یعنی سیدھی طرف سے ابتداء سنت ہے۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :- اذا لبستم واذا توضأتم فابدؤوا بایامنکم (جب تم پہنو اور جب تم وضوء کرو تو اپنی سیدھی طرف سے شروع کرو) (صحیح ابن خزیمة باب الامر بالتیامن فی الوضوء جلد اول ص۹۱ ومسند احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۲ ص۵ وسنده صحیح۔ ابن خزیمة جزء اول ص۹۱)	نووی لکھتے ہیں اجمع العلماء علی ان تقدیم الیمین فی الوضوء سنة من خالفها فاته الفضل وتم وضوءه قال الحافظ ومراده بالعلماء اهل السنة والا فمذهب الشیعة الوجوب (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول ص۲۸۱) یعنی علمائے اہل سنت کے نزدیک

اہلحدیث مذہب	حنفی مذہب	شافعی مذہب	مالکی مذہب	حنبلی مذہب	دین اسلام	تبصرہ
		جزء اول صفحہ ۲۸۱) یعنی سیدھی طرف سے ابتدار کرنا مستحب ہے۔				سیدھی طرف سے ابتدار سنت ہے. جو اسکے خلاف کرتا ہے تو وہ فضیلت کھو دیتا ہے۔ وضور تو پورا ہو جاتا ہے۔ دین اسلام میں سیدھی طرف سے ابتدار فرض ہے لیکن اہلسنت کے پانچوں فرقوں کے نزدیک نفل ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نووی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کی ادائیگی میں صرف فضیلت ہے۔

١۴١